مولانا ابو الکلام آزاد کی صحافت

عبدالرشید عراقی

مولانا ابو الکلام آزاد ایک نابغہ روزگار شخصیت تھے۔ ان کے کارنامے ہمہ گیر اور ہمہ جہت ہیں مولانا ابو الکلام آزاد جملہ علوم اسلامیہ کے تبحر عالم تھے۔ تمام علوم اسلامی یعنی تفسیر' حدیث' فقہ' اصول فقہ' تاریخ' ادب' لغت' فلسفہ' اسماء الرجال پر ان کی گہری نظر تھی۔

مولانا ابو الکلام آزاد ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ اگست ۱۸۸۸ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ دس گیارہ سال کی عمر میں شعر کہنا شروع کر دیا۔ اور ۱۳-۱۴ سال کی عمر میں اس وقت کے درس نظامی سے فارغ ہو گئے۔

۱۸۹۹ء میں آپ نے صحافتی زندگی کا آغاز کیا۔ آپ کا صحافت سے تعلق ۱۸۹۹ء تا ۱۹۲۷ء یعنی ۲۹ سال رہا۔ برصغیر کی سیاست میں آپ سنہ ۱۹۲۷ء سے پہلے داخل ہو چکے تھے۔ تاہم سنہ ۱۹۲۷ء کے بعد آپ کا تعلق صحافت سے نہ رہا۔

۱۸۹۹ء تا ۱۹۲۷ء جن رسائل و جرائد سے مولانا آزاد کا تعلق رہا۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ نیرنگ عالم = ۱۸۹۹ء

۲۔ المصباح = ۱۹۰۰ء

۳۔ خدنگ نظر = ۱۹۰۰ء ۔ ۱۹۰۲ء

۴۔ ایڈورڈ گزٹ = ۱۹۰۲ء

۵۔ احسن الاخبار = ۱۹۰۲ء

۶۔ تحفہ احمدیہ = ۱۸۹۹ء ۔ ۱۹۰۰ء

۷۔ لسان الصدق = ۲۰ نومبر ۱۹۰۳ء ۔ ۵ مئی ۱۹۰۵ء

۸۔ الندوہ = ۱۹۰۵ء ۔ ۱۹۰۶ء

۹۔ وکیل امرتسر = ۱۹۰۶ء اور ۱۹۰۸ء

۱۰۔ دارالسلطنت = ۱۹۰۷ء

۱۱۔ الہلال = ۱۳ جولائی ۱۹۱۲ء ۔ ۸ نومبر ۱۹۱۴ء

۱۲۔ البلاغ ۱۲ نومبر ۱۹۱۵ء ۔ ۲ اپریل ۱۹۱۶ء

۱۳۔ اقدام = ۱۹۱۵ء

۱۴۔ پیغام = ۲۳ ستمبر ۱۹۲۱ء ۔ دسمبر ۱۹۲۱ء

۱۵۔ الجامعہ (عربی) = اپریل ۱۹۲۳ء ۔ مارچ ۱۹۲۴ء

۱۶۔ الہلال (بار دوم) = ۱۰ جون ۱۹۲۷ء ۔ دسمبر ۱۹۲۷ء

(ابو الکلام مرتب پروفیسر رشید الدین ص ۳۲۴)

مولانا ابو السلام آزاد کی صحافتی عظمت اور اس میں ان کی جامعیت اور فضل کمال کا اظہار خیال کرنا بہت دشوار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس علمی مقام سے نوازا تھا۔ اس کی تشریح و توضیح ہمارے بس کی بات نہیں۔ بقول نیاز فتح پوری

مولانا آزاد اپنی فطری افتاد' اپنے فکر و تصور' اپنے رجحانات و میلانات اور ذہنی اکتسابات کے تنوع کے لحاظ سے اس قدر غیر معمولی انسان تھے کہ بیک وقت نہ ہم ان کے جملہ فضائل و خصائص کا احصار کر سکتے ہیں نہ ان کے دماغ کو مختلف خانوں میں تقسیم کر کے ان کی ادبی' علمی' مذہبی' صحافتی خصوصیات کے درمیان کوئی حد فاصل قائم کر سکتے ہیں۔ (ابو الکلام مرتبہ افضل حق قریشی ص ۲۹۷)

مولانا ابو الکلام آزاد نے اپنی صحافتی زندگی کا آغاز نیرنگ عالم سے کیا اور یہ ماہوار رسالہ ۱۸۹۹ء میں آپ نے کلکتہ سے جاری کیا۔ یہ رسالہ صرف شعری تھا۔ نثر سے متعلق اس میں کوئی مضمون نہ ہوتا تھا۔ ۱۹۰۰ء میں آپ نے المصباح جاری کیا۔ یہ پرچہ غالباً" صرف ایک سال جاری رہا ۱۹۰۰ء میں مولانا ابو الکلام آزاد منشی نوبت رائے کے رسالہ خدنگ نظر کے لئے لکھنے لگے۔ خدنگ نظر میں نظم و نثر پر مضمون چھپتے تھے۔ مولانا نے منشی نوبت رائے کو لکھا کہ خدنگ نظر میں نثر کا حصہ بڑھا دیجئے۔ میں اس کی ترتیب میں آپ کا ہاتھ بڑھانے کو تیار ہوں۔ چنانچہ یہ انتظام منشی نوبت رائے نے قبول کر لیا اور کچھ مدت تک مولانا آزاد خدنگ نظر کے لئے مضامین فراہم کرتے رہے۔ اسی دور میں آپ نے مخزن لاہور میں مضامین بھیجے جو شیخ عبدالقادر کی ادارت میں شائع ہوتا تھا۔ ۱۹۰۲ء میں مولانا آزاد نے احسن الاخبار کے لئے بھی مضامین بھیجنے شروع کئے۔ احسن الاخبار مولانا احمد حسن اور مولوی عبدالغفار کی ادارت میں شائع ہوتا تھا۔

۲۰ نومبر ۱۹۰۳ء کو مولانا ابو الکلام آزاد نے کلکتہ سے لسان الصدق جاری کیا یہ پرچہ مہینہ میں دو بار نکلتا تھا۔ یہ پرچہ ادبی حلقوں میں بہت مقبول ہوا۔ اور سارے ملک میں اس کی دھوم مچ گئی۔ اس وقت کے مشہور اخبارات مثلاً وکیل امرتسر اور پیسہ اخبار لاہور میں اس پر بہت اچھے تبصرے ہوئے۔ لسان الصدق جس وقت مولانا آزاد نے جاری کیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۶ سال تھی۔

جناب مالک رام لکھتے ہیں کہ

"جب یہ ماہنامہ جاری ہوا تو میری عمر ۱۵ سال سے کچھ ہی زیادہ تھی۔ یہ عمر اور پرچے کی یہ بھاری بھر کم مقاصد پھر یہ محض دعاوی ہی نہیں رہے۔ اس نے واقعی لسان الصدق کو اسم بامسمی بنا دیا اس کے

مضامین کا معیار اتنا معتبر اور بلند تھا اور تحریر کا انداز ایسا دلکش اس نے اپنایا کہ صف اول کے پرچوں میں جگہ حاصل کرلی۔ ستارہ در خشید و ماہ کامل شد

(کچھ ابو الکلام آزاد کے بارے میں مرتبہ مالک رام ص ۵۴)

۱۹۰۴ء میں بمبئی میں مولانا ابو الکلام کی ملاقات علامہ شبلی سے ہوئی۔ تو انہوں نے مولانا آزاد کو الندوہ کی ادارت میں شامل ہونے کے لئے کہا۔ اس وقت مولانا راضی نہ ہوئے لیکن ۱۹۰۵ء میں مولانا شبلی کے اصرار پر وہ الندوہ کے سب ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ مولانا اکتوبر ۱۹۰۵ء تا مارچ ۱۹۰۶ء ۶ ماہ الندوہ سے وابستہ رہے اور اس کے بعد الندوہ سے قطع تعلق کرلیا۔

لسان الصدق کے زمانہ میں مولانا ابو الکلام کی شہرت سارے ہندوستان میں پھیل چکی تھی۔ اخبار الوکیل امرتسر کے مالک شیخ غلام محمد بھی مولانا آزاد کے علمی تبحر سے واقف ہو چکے تھے انہوں نے مولانا آزاد کو اخبار وکیل کی ادارت سنبھالنے کی دعوت دی۔ اور مولانا لکھنؤ سے امرتسر پہنچے اور اخبار وکیل سے منسلک ہو گئے۔ آپ کے زمانہ ادارت میں اخبار وکیل کی اشاعت میں اضافہ ہوا۔ تو ۱۹۰۶ء میں مولانا آزاد اپنے والد کی تحریک پر اخبار وکیل سے علیحدہ ہو کر کلکتہ چلے گئے اور اگست ۱۹۰۷ء میں دوبارہ اخبار وکیل سے وابستہ ہو گئے۔ اگست ۱۹۰۸ء میں ایک سال بعد اخبار وکیل سے علیحدہ ہو گئے۔

اخبار وکیل امرتسر سے جب مولانا ابو الکلام آزاد علیحدہ ہوئے تو اس وقت ان کی عمر ۲۰ سال تھی اس وقت آپ دس رسائل و جرائد میں کام کر چکے تھے۔ ان میں تین تو آپ کی ذاتی ملکیت تھے۔ یعنی نیرنگ عالم' المصباح اور لسان الصدق اور ۶ رسائل میں آپ نے معاوضہ کے طور پر کام کیا۔ جن کے نام یہ ہیں۔ خدنگ نظر' ایڈورڈ گزٹ' احسن الاخبار' تحفہ احمدیہ' الندوہ' دارالسلطنت اور اخبار وکیل امرتسر ے واں اخبار تھا۔

جناب مالک رام صاحب لکھتے ہیں کہ۔

"مولانا ابو الکلام آزاد جولائی/ اگست ۱۹۰۸ء کو وکیل سے الگ ہو گئے اب ان کی عمر ۲۰ سال کے لگ بھگ تھی اس دوران میں انہوں نے کئی پرچوں میں کام کیا۔ بعض ان کے ذاتی ملکیت تھے۔ بعض دوسروں کے جہاں وہ تنخواہ پر ملازم کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ لیکن وہ کہیں بھی رہے ہوں' ان کا نصب العین ہمیشہ بلند رہا۔ ان کی یہی خواہش اور کوشش رہی کہ صحافت کو ملک و ملت کی بہتری اور بہبودی خدمت گزاری اور خیر خواہی کا وسیلہ بنایا جائے۔ یہ اخبار اور رسالے ان کی تجربہ گاہ تھے۔ جہاں وہ اس تلاش میں رہے۔ کہ ان کے اخبار کا مطمع نظر کیا ہونا چاہئے اور آخر کار انہیں معلوم ہوا۔ تو یہ کہ جس منزل مقصود کی تلاش میں وہ اتنے دن سے بھٹک رہے ہیں۔ وہ کہیں باہر نہیں بلکہ خود ان کے پاس تھی ان کے نصب العین کو ان کے جاری کردہ ہفتہ وار "الہلال" نے پورا کیا"

(کچھ ابو الکلام آزاد کے بارے میں مرتبہ مالک رام ص ۵۸)

الہلال کا اجراء

مولانا ابو الکلام آزاد کا شہرہ آفاق الہلال مختلف حیثیتوں سے اردو صحافت میں ایک نیا باب تھا۔ وہ صحیح معنوں میں ہماری سیاسی، صحافتی اور ادبی تاریخ میں سنگ میل ثابت ہوا۔ مولانا ابو الکلام آزاد الہلال کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

"جب میں ۱۹۰۸ء میں ترکی، عراق، شام اور مصر سے واپس آیا تو میں کچھ دنوں تک غور کرتا رہا۔ کہ مجھے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے اور کیا پروگرام بنانا چاہئے۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ ہمیں اپنے خیالات کو پبلک تک پہنچا کر اپنی موافقت کے لئے رائے عامہ پیدا کرنا چاہئے اس کے لئے ایک اخبار جاری کرنا ضروری تھا۔ اسی ارادہ سے میں نے الہلال پریس قائم کیا اور ۱۳ جولائی ۱۹۱۲ء کو الہلال جاری ہوا۔ (قرآن حکیم کے اردو تراجم مرتبہ ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم ص ۴۴۸)

الہلال عصری صحافت میں محض ایک اور اخبار کا اضافہ نہ تھا۔ بلکہ درحقیقت وہ اپنی ذات سے ایک مستقل تحریک تھا۔ جس نے طوفان حوادث میں اسلامیان عالم اور بالخصوص ہندوستانی مسلمانوں کی ناخدائی کا فریضہ انجام دیا۔ مولانا آزاد مرحوم نے جب الہلال جاری کیا تو اس کا اعلان کیا کہ

"الہلال کے اجراء کا مقصد دین الٰہی اسلام کی تجدید اور اس کے بنیادی اصول امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو زندہ کرنا تھا۔"

مولانا ابو الکلام نے اپنے اس اعلان کے مطابق جہاں کہیں بھی کوئی قابل اعتراض بات دیکھی بیباکانہ اس کے خلاف اپنی رائے کا اظہار کیا اور حکومت وقت پر بغیر کسی خوف اور خطرہ کے تنقید کی۔

الہلال جس دور میں جاری ہوا۔ اس دور میں مولانا محمد علی جوہر کا ہمدرد، مولانا ظفر علی خان کا زمیندار، مولوی بشیر الدین کا ہفتہ وار البشیر اٹاوہ، حکیم برہم کا مشرق، وحید الدین سلیم کا مسلم گزٹ لکھنؤ، حکیم محبوب عالم کا پیسہ اخبار لاہور، گنگا پرشاد ورما کا ہفتہ وار ہندوستان لکھنؤ، ہفتہ روزہ علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ، مولانا محمد علی کا انگریزی اخبار کامریڈ، اور الہ آباد کا مساوات، یہ سب اخبار و رسائل الہلال کے ہم عصر تھے۔

الہلال جب کلکتہ سے شائع ہوا۔ تو اس نے مشرق و مغرب اور شمال و جنوب سب کو مطلع انوار بنا دیا۔ اور یہ اخبار اپنے ہم وطنوں کے لئے نئی آواز، نئی دعوت اور نیا پیغام تھا۔ الہلال محض ایک اخبار نہیں دراصل ایک صور قیامت تھا جس کی صدائے رعد آسائے غفلت شکن نے مردہ دلوں میں ایک نئی جان ڈال دی۔ سرگشتگان خواب ذلت و خواری کو بیدار کیا وہ شعلہ قیامت جو سرد ہو رہا تھا۔ اس کو بھڑکا دیا۔ مولانا ابو الکلام آزاد نے الہلال کے ذریعہ کلمہ حق کو بلند کیا اور جرات حق گوئی

اس کو بھڑکا دیا۔ مولانا ابو الکلام آزاد نے الہلال کے ذریعہ کلمہ حق کو بلند کیا اور جرات حق گو کی راست بازی کی وہ روشن مثال قائم کی۔ جو ہماری صحافت کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ مولانا ابو الکلام آزاد نے الہلال کے ذریعہ راست گفتاری اور آزادی کی جنگ لڑنے کی دعوت دی۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ مولانا کے ہوشربا مقالوں کی دھوم مچ گئی الہلال ہی نے جہاد کی ترغیب دی۔ اور اس وقت کے علمائے کرام نے اعتراف کیا کہ ہم اسلام کے بنیادی اصولوں کو بھول چکے تھے۔ مولانا آزاد نے ہمیں الہلال کے ذریعہ ہمیں بھولا ہوا سبق یاد دلایا۔

شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیو بندی کا علم و فضل اور مقام دعوت و ترغیب کس سے مخفی ہے۔ ریشمی رومال کی تحریک انہیں کا کارنامہ تھی۔

مولانا سعید احمد اکبر آبادی مرحوم لکھتے ہیں کہ۔

"ایک مرتبہ کسی نے مولانا محمود الحسن سے کہا کہ حضرت آپ الہلال اس ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں۔ حالانکہ ان میں تصاویر ہوتی ہیں اور اس کا ایڈیٹر مولانا ابو الکلام آزاد متشرع بھی نہیں تو حضرت شیخ الہند نے یہ شعر پڑھا۔

کامل اس فرقہ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے

اور پھر فرمایا

"میں الہلال کیوں نہ پڑھوں کہ یہ پہلا رسالہ ہے جس نے ہم کو جہاد کا سبق یاد دلایا ہے۔ جو ہمارا فریضہ تھا اور ہم اسے بھول چکے تھے۔"

(برہان دہلی جون ۱۹۸۰ء ص ۵۱۴)

بیگم ڈاکٹر سید عبداللہ الہلال کے بارے میں لکھتی ہیں کہ۔

"یہ اخبار مسلمانان ہند کی انقلابی سیاست کا آئینہ دار تھا مسلمانوں سے تعلق رکھنے والے ملکی اور بین الاقوامی امور کی آزاد ترجمانی کا شرف اس کو حاصل تھا۔ چنانچہ ترکی کے جدید انقلابات طرابلس اور بلقان کی لڑائیوں کے واقعات اور پھر جنگ عظیم میں ترکی کی حکمت عملی کے متعلق الہلال میں طویل بحثیں موجود ہیں۔

اسی طرح ملکی سیاست میں مسلم لیگ اور کانگرس کے جھگڑے حقوق و مراعات کے قصے اور انگریزوں کی پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو کی تشریحیں بھی الہلال کے اوراق میں پھیلی ہوئی ہیں۔ تعلیمی معاملات میں ندوہ اور علی گڑھ کی سرگرمیاں اور ان میں سرکار پرستوں کی دسیسہ کاریاں بھی الہلال نے اچھی طرح کھول کر واضح کی ہیں۔

(ابو الکلام آزاد مرتبہ عبداللہ بٹ ص ۹۳)

الہلال کی امتیازی خصوصیات مولانا آزاد کی طرز تحریر اور نئی زبان اور علوم اسلامیہ پر ان کی گہری نظر تھی۔ اور اس کے ساتھ مولانا ابو الکلام کو مشاہیر اہل قلم کی ایک ٹیم مل گئی تھی جنھوں نے الہلال کو بدر کامل بنا دیا۔ الہلال کو جو ٹیم میسر آئی اس کے ناموں سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ الہلال کا تنوع ابو الکلام آزاد کے ساتھ ساتھ ان ممتاز اہل قلم کا رہین منت ہے اور وہ اہل قلم یہ تھے۔

علامہ سید سلیمان ندوی' مولانا عبدالسلام ندوی' خواجہ عبدالواجد ندوی' علامہ عبداللہ عمادی اور مولانا حامد علی صدیقی وغیرہ' بقول مولانا عبدالماجد دریا آبادی روزنامہ کے لئے ایک ہفتہ روزہ کے لئے اتنا بڑا اور ایسا کھرا اسٹاف اردو صحافت کی تاریخ میں کسی اور کو کیوں نصیب ہوا ہو گا۔ الہلال کو بدر کامل بنانے میں سب سے زیادہ حصہ علامہ سید سلمان ندوی کا ہے اور الہلال کا وہ زمانہ عہد زریں ہے جس زمانہ میں سید سلیمان ندوی الہلال کے ادارہ تحریر میں رہے۔

الہلال کے ذریعہ مولانا ابو الکلام آزاد نے برصغیر کے مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونک دی۔ مولانا آزاد لکھتے ہیں۔

"الہلال کی دعوت کا اصل اصول مسلمانوں کو ان کی زندگی کے ہر عمل اور عقیدے میں اتباع کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف بلاتا ہے اور ان کی پولیٹیکل پالیسی کے لئے بھی وہ اسی اصول کو پیش کرتا ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ مسلمانوں میں جس دن ان کی گم شدہ قرآنی روح پھر پیدا ہو جائے گی اس دن پھر وہ اپنے اندر یہ چیز کامل و اکمل پائیں گے پس اصل کاز اسلامی تعلیم کا احیاء اور ایک صحیح دعوت کی تحریک ہے۔"

(الہلال ضمیمہ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۲ء)

الہلال نے ایک طرف ہندوستان کے مسلمانوں میں نئی روح پھونکی' دوسری طرف عالم اسلام کو جھنجھوڑا اور اس کے ساتھ ساتھ حکومت وقت کو بھی اپنی تنقید کا نشانہ بنایا۔ ۱۴ اگست ۱۹۱۴ء کو پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی اس جنگ سے مولانا کے لئے وسیع میدان ہاتھ آگیا یورپ میں جنگ کا پلڑا بھی اس وقت تک جرمنی کے حق میں تھا۔ الہلال کے مضامین نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ ۱۳ اور ۱۷ اکتوبر ۱۹۱۴ء کے دو شمارے نمبر ۱۶' ۱۷ مشترک شائع ہوئے۔ جس میں بلجیم کے فوجیوں کی ایک تصویر شائع کی اور تصویر کے نیچے مولانا آزاد نے یہ عبارت شائع کی۔

"بلجین سپاہ کا ایک گروہ جنگ سے پہلے آرام کر رہا ہے یہ راحت کی آخری گھڑیاں تھیں جو بدبخت قوم کو نصیب ہوئیں۔

وما ظلمهم الله ولكن كانوا انفسهم يظلمون

(اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی آپ ظلم کر رہے ہیں)
حکومت پہلے ہی الہلال سے نالاں تھی لیکن موقع کی تلاش تھی۔ اس لئے حکومت نے آپ کے خلاف کارروائی کا حکم صادر کرایا۔ حکومت بنگال نے الہلال کی ۲ ہزار کی ضمانت طلب کی۔ اور مزید ۱۰ ہزار کی ضمانت طلب کر لی۔ یہ مولانا کی استطاعت سے کہیں زیادہ تھی۔ اور انہوں نے الہلال بند کر دیا۔ آخری شمارہ ۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء کو شائع ہوا۔

البلاغ کا اجراء

۱۲ نومبر ۱۹۱۵ء کو مولانا البلاغ جاری کیا اور یہ ۳ اپریل ۱۹۱۶ء تک صرف ۵ ماہ جاری رہا اوائل مارچ ۱۹۱۶ء نے حکومت بنگال نے ڈیفنس آف انڈیا آرڈیننس کے تحت مولانا ابو الکلام کو صوبہ بدر کر دیا۔ مولانا صوبہ بہار کے شہر رانچی چلے گئے اور البلاغ بند ہو گیا۔

البلاغ کا نصب العین وہی تھا جو الہلال کا تھا صوری اور معنوی حیثیت سے کوئی فرق نہیں تھا۔ علامہ نیاز فتح پوری لکھتے ہیں کہ۔

"الہلال کے بعد جب مولانا نے البلاغ جاری کیا تو اس کا نصب العین بھی وہی تھا جو الہلال کا تھا۔ لیکن طریق ابلاغ کچھ مختلف تھا تیور وہی تھے لیکن رخ دوسرا تھا۔ انداز تو وہی تھا مگر لباس بدلا ہوا تھا۔ الہلال نفسیات عملی کا درس تھا۔ اور البلاغ نفسیات ذہنی کا الہلال حرکت و عمل اور جوش و ولولہ کا پیام رساں تھا۔ اور البلاغ فکر و بصیرت اور روحانی عزم و ثبات کا۔ الہلال کا پیام تھا

شیر شو شیرانہ در صحرائے شیراں پائے

اور البلاغ کا

جلوہ برخود کن و خود رایہ نگائے دریاب

الہلال خون منصور کی شعلہ آہنگی تھی اور دعوت دار و رسن البلاغ بشارت روحانی تھی اور پیام طاغوت شکن

"بات وہی ایک تھی ن فرق صرف اتنا تھا کہ الہلال نے دامن کتاں چاک کیا اور البلاغ نے اس چاک سے نظارہ پر تو ماہ کی دعوت دی۔

الہلال مولانا کی تمام خصوصیات ذہنی کا ایک ایسا رنگین گلدستہ تھا جو بیک وقت اخبار بھی تھا اور صدر اول کا میگزین بھی جس میں سیاسی مقالات' علمی و تاریخی مضامین' مذہبی و ادبی سیاحت' مطائبات' نظریات الغرض وہ سب کچھ پایا جاتا تھا جس سے ہر ذوق انسانی آسودہ ہو سکتا ہے اور جو اپنے بعد ایسا خلا چھوڑ گیا جس کا پر ہونا ممکن نہیں اور البلاغ ایک مذہبی تبلیغی آرگن تھا۔ جس کا خطاب زیادہ تر مسلمان سے تھا تاکہ ان کے ذہن و دماغ سے رسم و روایات کے نقوش محو کر کے ان کو صحیح تعلیم

قرآنی سے آشنا کیا جائے اور وہ سمجھ سکیں کہ اسلام کا حقیقی مقصود انسانیت پرستی کے سوا کچھ نہیں اور جو ماورا و دیر و حرم پر جا کنیم بدای استان رسد کا مبلغ ہے۔

(ابو الکلام آزاد مرتبہ افضل حق قرشی ص ۳۰۷، ۳۰۸)

الہلاغ تک مولانا کی زبان صحافت کے تین ادوار ہیں

پہلا دور مخزن، لسان الصدق اور وکیل سے تعلق رکھتا ہے اور یہ دور خالص علمی تھا۔

دوسرا الہلال کا ہے اور یہ دور سیاسی تھا۔

تیسرا دور البلاغ کا ہے اور یہ دور مذہبی و اصلاحی تھا۔

البلاغ کے بند ہو جانے کے بعد

اوائل مارچ ۱۹۱۶ء میں حکومت بنگال نے مولانا ابو الکلام کو صوبہ بدر کر دیا۔ اور صوبہ بہار کے شہر رانچی چلے گئے۔ جہاں حکومت نے جولائی ۱۹۱۶ء ان کی نظربندی کا حکم جاری کر دیا۔ اور ۴ سال بعد ۲۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو آپ رہا ہوئے۔

۱۹۱۵ء میں آپ نے کچھ عرصہ کے روزنامہ اقدام کے لئے کام کیا روزنامہ اقدام مولانا محی الدین احمد قصوری نے کلکتہ سے جاری کیا تھا۔ ۱۹۲۳ء میں مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی نے ہفتہ وار پیغام جاری کیا یہ پرچہ مولانا آزاد کے زیر نگرانی شائع ہوا اور ۲۳ ستمبر ۱۹۲۱ء کو اس کا پہلا شمارہ شائع ہوا۔ پیغام میں مولانا آزاد کے کئی ایک مضامین شائع کیے گئے۔ پیغام کے دور میں شہزادہ ویلز ہندوستان آئے اور ان کی آمد پر بائیکاٹ کا اعلان ہوا۔ پیغام نے اس بائیکاٹ کو کامیاب بنانے میں حصہ لیا۔ حکومت بھلا اس معاملہ میں کب خاموش رہ سکتی تھی چنانچہ مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی کو دو سال قید بامشقت کی سزا ہوئی اور مولانا ابو الکلام کو ایک سال قید بامشقت کی سزا سنائی گئی۔ اس مقدمہ کی آخری پیشی ۹ فروری ۱۹۲۲ء کو ہوئی۔ اس دن مولانا آزاد نے اپنا مشہور بیان عدالت میں پڑھا۔ جو قول فیصل کے عنوان سے شائع ہوا اور پیغام شائع ہونا بند ہو گیا۔ اپریل ۱۹۲۳ء میں مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی نے ہفتہ وار الجامع (عربی) کلکتہ سے جاری کیا اس سے بھی مولانا آزاد کا تعلق رہا۔

الہلال کا دوبارہ اجراء

۱۰ جون ۱۹۲۷ء کو دوبارہ الہلال کا اجراء عمل میں آیا اور دسمبر ۱۹۲۷ء تک الہلال جاری رہا اس دور میں الہلال میں مولانا آزاد کے بہت کم مضامین شائع ہوئے۔ زیادہ تر مضامین مولانا عبدالرزاق کے ملیح آبادی کے ہوتے تھے۔ مولانا آزاد سیاست میں داخل ہو چکے تھے اور ان کا شمار کانگرس کے ممتاز اور مصروف ترین لیڈروں میں ہوتا تھا۔

جناب مالک رام صاحب لکھتے ہیں۔ ”الہلال کا پہلا شمارہ ۱۰ جون ۱۹۲۷ء کو دہلی سے شائع ہوا اس کی ترتیب تدوین کی نگہداشت بھی مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی کے سپرد کی۔ مولانا آزاد کی اپنی معروفیتیں ایسی تھیں کہ وہ اس دور میں اس کے لئے بہت کم لکھ سکے۔ قارئین جو ان کی تحریروں کے لئے بے صبری سے چشم براہ تھے اس سے بہت مایوس ہوئے لیکن مولانا آزاد بھی مجبور تھے انہوں نے اتنے کام اپنے ذمے لے رکھے تھے اور ہر روز ملک کے طول و عرض سے اتنے مطالبے ان کے پاس پہنچتے تھے وہ انہیں نظرانداز نہیں کرسکتے تھے ایسے میں وہ لکھنے کے لئے کیونکر وقت نکال سکتے تھے۔

(کچھ ابو الکلام آزاد کے بارے میں مرتبہ نالک رام ص ۶۴)

۹ دسمبر ۱۹۲۷ء کو الہلال ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا اور مولانا آزاد کا صحافت سے سلسلہ منقطع ہوگیا۔

الہلال کے مضامین

الہلال کے ادارہ تحریر میں مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا عبدالسلام ندوی، علامہ عبداللہ عماری اور مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی شامل رہے ہیں۔ الہلال میں مضمون نگار کا نام شائع نہیں ہوتا تھا اس لئے الہلال میں جتنے مضامین شائع ہوئے۔ یہ سب مولانا ابو الکلام آزاد ہی کے تسلیم کئے گئے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ ان میں بیشتر مضامین دوسرے حضرات کے ہیں۔

شہید اکبر، تذکار نزول قرآن، قصص بنی اسرائیل، تاریخ اسلام کا ایک غیرمعروف حصہ اور علوم القران مولانا سید سلیمان ندوی کے مضامین ہیں۔

اسوہ نوحی اور اسوہ ابراہیمی مولانا عبداللہ عمادی نے لکھے۔ العرب فی القرآن مولانا عبدالسلام ندوی نے لکھا اور انسانیت موت کے دروازے پر مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی کا مضمون ہے۔ اگر یہ مضامین مولانا آزاد کے نہیں ہیں تو اس سے مولانا آزاد کی شہرت تبحر علمی اور فضل و کمال میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ

”مولانا ابو الکلام اپنی شہرت کے لئے ہمارے قلم کے محتاج نہیں اور ہم لوگ بھی ان کے محتاج نہیں“

(ابو الکلام آزاد مرتبہ افضل حق قرشی ص ۲۷۶)

مولانا ابو الکلام کی شخصیت

بقول مولانا حسرت موہانی

جب سے دیکھی ابو الکلام کی نثر
نظم حسرت میں کچھ مزا نہ رہا

اور مولانا ظفر علی خاں

بقیہ مولانا ابوالکلام آزاد کی صحافت صفحہ نمبر۳